ض

ضابطہ کی پابندی

قائداعظم محمد علی جناح نظم وضبط کے بڑے پابند تھے، اور وہ نہ خود ضابطوں کو توڑتے تھے اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتے تھے۔ یہاں صرف ضابطے کی پابندی سے متعلق ان کے صرف دو واقعات درج کیے جا رہے ہیں تاکہ نوجوان نسل کو اس غیر معمولی اصول سے آگاہی ہو سکے۔

علی گڑھ میں 1946ء میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا اس جلسہ کی صدارت نوجوان طالب علم محمد نعمان ایم اے نے کی۔

دیگر مقررین کے بعد جب قائداعظم محمد علی جناح تقریر کے لیے کھڑے ہوئے تو صدر جلسہ نے قائداعظم محمد علی جناح کو تقریر کرنے سے روک دیا۔ قائداعظم محمد علی جناح فوراً بیٹھ گئے، اور جب قائداعظم محمد علی جناح سے دوبارہ تقریر کرنے کے لیے کہا تو قائداعظم محمد علی جناح کھڑے ہوئے جلسہ ختم ہونے کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے مسٹر نعمان سے پوچھا:

''تم نے یہ کیا حرکت کی۔''

تو اس نے کہا:

''میں نے مجمع پر رعب بٹھانے کے لیے ایسا کیا تھا۔''

اس پر قائداعظم محمد علی جناح نے کہا:

''تم نے میرا نظم وضبط دیکھا تم کو بھی ایسے ہی نظم و ضبط سے کام لینا چاہیے۔''

اگر اس وقت قائداعظم محمد علی جناح کی جگہ کوئی اور لیڈر ہوتا تو وہ اپنی توہین سمجھ کر فوراً جلسہ گاہ سے چلا جاتا جس سے جلسہ درہم برہم ہو جاتا۔

ضابطے کی پابندی کا ایک اور واقعہ بھی سنیے:

✎ ''1937ء میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا خطبہ ہو رہا تھا۔ یہاں بھی ایک تقریری مقابلہ تھا۔ پاکستان کے سابق چیف جسٹس انوار الحق جو ان دنوں طالب علم تھے ایک اچھے مقرر تھے۔ انہوں نے بھی اس مقابلے میں حصہ لیا۔ مقابلے میں آسام کی ایک خوبصورت نوجوان لڑکی جس کی والدہ انگریز تھی مقابلے میں شرکت کے لیے آئی ہوئی تھی۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو جناب انوار الحق اور حمید نظامی اگلی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لڑکی نے تقریر پڑھنی شروع کر دی اس کا تلفظ اچھا تھا تقریر لکھی ہوئی تھی تمام پنڈال تالیاں بجا کر اس کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ حمید نظامی نے انوار الحق سے کہا:

''اب تمہیں انعام نہیں مل سکتا تمہیں چاہیے کہ کھڑے ہو کر صاحب صدر کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراؤ کہ انعامی مقابلوں میں تقریر پڑھی نہیں جا سکتی۔''

انوار الحق کھڑے ہوئے اور ابھی انہوں نے کچھ نہ کہا تھا کہ قائداعظم محمد علی جناح نے کڑک دار آواز میں کہا:

''بیٹھ جاؤ۔''

انوار الحق نے ہمت کر کے قائداعظم کو مخاطب کر کے کہا:

''جناب میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

''ہاں بولو کیا چاہتے ہو؟''

انوار الحق نے کہا:

''یہ انعامی تقریری مقابلہ ہے۔ محترمہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں جو خلاف ضابطہ ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے دائیں جانب اس لڑکی کی طرف دیکھا اس لڑکی کے ہاتھ سے کاغذ گر گئے، اور وہ روتی ہوئی ڈائس سے نیچے اتر آئی، اور اس طرح جناب انوار الحق کو پہلا انعام مل گیا۔ اس واقعہ کے بتانے کا مطلب یہ تھا کہ قائداعظم محمد علی جناح کوئی بھی کام خلاف ضابطہ نہ کرتے تھے۔

ضبطِ نفس

ایک روز قائداعظم محمد علی جناح اپنی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک خاتون کا ذکر کرنے لگے، جو بار بار ان کے پاس آ کر انہیں پارلیمنٹری بورڈ قائم کرنے سے منع کرتی تھی اور کہتی تھی:

''پنجاب میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کوئی اور امیدوار کامیاب نہیں ہوسکتا۔''

پیر تاج الدین بھی اس محفل میں شریک تھے۔ پیر تاج الدین قائداعظم محمد علی جناح کے پرانے ساتھی اور رفیق تھے۔ برسوں پنجاب میں مسلم لیگ کے سیکرٹری رہ چکے تھے۔ ان کی شمشیرِ زبان کی روانی کے سامنے کوئی مصلحت نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ قائداعظم محمد علی جناح پیر کی رنگِ طبیعت سے خوب واقف تھے۔

جب قائداعظم محمد علی جناح اس خاتون کا ذکر کر چکے تو پیر تاج الدین نے بے تکلفی سے فرمایا:

''مسٹر جناح! اس خاتون نے آپ سے میل ملاقات بڑھالی ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ اس کے ناز نخرہ کا شکار ہو کر نہ رہ جائیں۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے انگریزی میں جو جواب دیا، اس کا مفہوم اردو میں شعر من وعن ادا کیا جاسکتا ہے۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

ضمیر

قائداعظم محمد علی جناح بڑے صاف گو اور اصول پرست تھے۔ اس اعتبار سے وہ باضمیر بھی تھے قائداعظم محمد علی جناح نے پوری زندگی میں کوئی ایسی بات نہیں کی جو ان کے ضمیر کے خلاف جاتی ہو۔

12 فروری 1948ء کو سبی میں سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے ضمیر سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے، جب آپ اپنے خدا کے حضور پیش ہوں تو آپ خود اعتمادی سے کہہ سکیں کہ مجھ پر جو فرائض عائد تھے وہ میں نے کامل ایمانداری، خلوص اور وفاداری سے ادا کر دیے ہیں، مجھے یقین ہے کہ آپ یہ جذبہ اپنے میں پیدا کریں گے، اور اس کے مطابق زندگی کے ہر کام کو انجام دیں گے۔''

ضمیر کی ضَو

خالد احمد کی ایک نظم جو انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے لکھی۔ نظم یہ ہے:

میرے نگارِ سخن، اے مرے نگارِ وطن
وہ تیرا قائد اعظم وہ تیری خاک کا نم
وہ میرا رنگ تمنا وہ میرا رنگ نوا
وہ جس کے قلب پہ اترا صحیفہ امروز
مرے ضمیر کی لَو تھا مرے ضمیر کی ضَو
وہ میرا قائداعظم وہ میری آنکھ کا نم
مرے نگارِ وطن اے مرے فگارِ وطن

ضیاء الاسلام

وہ انجمن اسلام بمبئی کے سیکرٹری اور تحریک پاکستان کے رہنما تھے، قائداعظم محمد علی جناح نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں بہترین کارکن قرار دیا تھا۔ وہ لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے یہیں تعلیم مکمل کی۔ 1939ء میں مسجد وزیر خاں میں ابتدائی (پرائمری) مسلم لیگ کی بنیاد پڑی تو وہ اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ قائداعظم محمد علی جناح کا پیغام عوام تک پہنچانے کے لیے لائبریری قائم کی۔ 1942ء میں انہیں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں بہترین کارکن قرار دیا گیا۔ 1944ء، 1945ء اور 1947ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے۔ 45-1946ء کے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا خضر وزارت کے دوران میں عدم تعاون کی تحریک میں حصہ لیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب سے جو مسلمان ہجرت کر کے یہاں آتے ان کی بہبود اور آبادکاری کے لیے کام کیا۔ 1987ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر تحریکِ پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

ضیاء الحق، جنرل محمد

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو قائداعظم محمد علی جناح سے بڑی عقیدت تھی اس کا اظہار انہوں نے اپنی سینکڑوں تقاریر میں کیا ہے۔ مثلاً یکم ستمبر 1985ء کو سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی کے صد سالہ یوم تاسیس کے سلسلے میں خطاب کرتے ہوئے جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا:

> ''میں قائداعظم کی اس ابتدائی درسگاہ میں کھڑا یوں محسوس کر رہا ہوں کہ میں قائداعظم کے حضور کھڑا ہوں، اور وہ اپنی بارعب شخصیت کے ساتھ اپنی انگشت شہادت ہماری طرف اٹھائے مجھ سے، آپ سے اور پاکستان کے دوسرے نو کروڑ عوام سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہم نے پاکستان اسی مقصد کے لیے بنایا تھا جس کی طرف آج کل ہمارا رخ ہے؟ کیا یہی ہماری منزل تھی جس کی طرف ہم آج کل لڑھک رہے ہیں؟ کیا یہی وہ خواب تھے جن کی تعبیر کے لیے مسلمانانِ ہند نے جنگِ آزادی لڑی تھی۔''

محمد ضیاء الحق 1924ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مئی 1935ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ 19 برس تک مختلف انسٹرکشن سٹاف اور کمان کی پوسٹ پر تعینات رہے۔ 1962ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی پائی اور کوئٹہ کے کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کے انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔

1959ء اور 1963ء میں انہوں نے بالترتیب آرمرڈ آفیسرز ایڈوانس کورس اور کمانڈ اینڈ جنرل سٹاف آفیسرز کورسز میں شرکت کی۔ اردن کی شاہی افواج میں خدمات انجام دیں۔ شاہ اردن نے انہیں ''کوکب استقلال'' کا اعزاز دیا دوسری جنگ عظیم میں برما، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں جنگی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔

1960ء سے 1968ء تک کے درمیانی عرصہ میں ایک کیولری رجمنٹ کی قیادت کی۔ مئی 1969ء میں آرمرڈ ڈویژن کا کرنل سٹاف اور پھر بریگیڈیئر بنا دیے گئے۔ 1973ء میں میجر جنرل اور پھر لیفٹیننٹ کے عہدے پر ترقی دے کر کور کمانڈر بنایا گیا۔ یکم مارچ 1976ء کو جنرل بنے اور چیف آف آرمی سٹاف کا عہدہ سنبھالا۔

5 جولائی 1977ء کو اس وقت ملک کی باگ ڈور سنبھالی، جب ملک بھر میں خانہ جنگی کا دور دورہ تھا اور بھائی بھائی کا گلہ کاٹ رہا تھا۔ انہوں نے ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد عوام

کی فلاح و بہبود کے لیے متعدد اقدامات کرنے کا اعلان کیا۔

ان کے عہد میں پاکستان میں افغان مہاجرین 33 لاکھ کی تعداد میں داخل ہوئے۔ بھارت کی سازش ہے۔ پیپلز پارٹی نے سندھ میں صوبائی تعصب کو ابھارا جس کی وجہ سے اندرون سندھ امن وامان کی صورت حال خراب ہوگئی۔

19 دسمبر 1984ء کو انہوں نے ریفرنڈم کرایا اور 5 سال کے لیے صدر منتخب ہوئے۔ فروری 1985ء میں عام انتخابات منعقد کر کے ملک میں سول حکومت قائم کی لیکن مئی 1988ء میں اسے برطرف کر دیا۔

17 اگست 1988ء کو ایک سازش کے نتیجہ میں بہاولپور میں سی 130 طیارے کے حادثے میں تیس دیگر ساتھیوں کے ساتھ جاں بحق ہو گئے۔ ان کا مزار فیصل مسجد اسلام آباد میں واقع ہے۔

ضیاء الحق، میاں

تحریکِ پاکستان کے کارکن اور سٹی گوجرانوالہ مسلم لیگ کے صدر تھے۔ اخبارات کے ذریعے جب اہلِ گوجرانوالہ کو پتہ چلا کہ 8 مئی 1944ء کو قائداعظم محمد علی جناح کشمیر جاتے ہوئے گوجرانوالہ سے گزریں گے، چنانچہ عوام کے دلوں میں یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ قریب سے قائداعظم کی ایک جھلک دیکھیں اور ان کا خطاب سنیں۔ چنانچہ سٹی مسلم لیگ کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا، اور میاں ضیاء الحق سے درخواست کی گئی:

> ''آپ قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اسلامیانِ گوجرانوالہ کے جذبات سے آگاہ کریں اور ان سے دورانِ سفر مختصر عرصہ کے لیے اہلِ گوجرانوالہ سے خطاب کرنے کی استدعا کریں۔''

چنانچہ میاں ضیاء الحق لاہور آئے اور انہوں نے مسلم لیگی رہنما خان افتخار حسین ممدوٹ کی قیام گاہ پر قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں حاضری دی اور انہیں مسلمانانِ گوجرانوالہ کے جذبات سے آگاہ کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے چند منٹوں تک میاں ضیاء الحق سے مشفقانہ انداز میں بحث کی لیکن ان کے پیہم اصرار پر رضامندی کا اظہار کر دیا، اور پھر اپنے پروگرام کے بارے میں فرمایا:

> ''میں 8 مئی 1944ء کو صبح دس بجے سری نگر آنے کے لیے اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ بذریعہ کار لاہور سے روانہ ہوں گا۔''

چنانچہ میاں ضیاء الحق نے گوجرانوالہ آ کر قائداعظم محمد علی جناح کی آمد کے سلسلے میں تمام انتظامات مکمل کیے۔ انہوں نے شہریوں کے مشورے سے ایک ہزار روپے بصورت ہار قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا اور پھر فوری طور پر ایک ہزار روپے کے نوٹوں کا ہار مہیا کر دیا گیا۔

قائداعظم محمد علی جناح حسبِ وعدہ گوجرانوالہ تشریف لے آئے اور جلسہ سے خطاب فرمایا۔ جلسہ کے آغاز پر میاں ضیاء الحق نے قائداعظم محمد علی جناح کی آمد پر مختصر الفاظ میں ان کا خیر مقدم کیا اور اہلِ گوجرانوالہ کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کیا۔

جولائی 1944ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح سری نگر سے واپس آئے تو میاں ضیاء الحق نے پھر ان کا استقبال کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس موقع پر میاں ضیاء الحق کو اپنا چغہ بھی دیا۔

قائداعظم محمد علی جناح 1944ء میں جب کشمیر تشریف لے گئے تو راستے میں گوجرانوالہ میں میاں ضیاء الحق کو جلسے کی صدارت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے جموں پہنچ کر میاں ضیاء الحق کے بارے میں کہا:

> ''میں میاں صاحب جیسے محنتی اور انتھک کارکن چاہتا ہوں۔''

میاں ضیاء الحق نے خضر وزارت کے خلاف تحریک سول

نافرمانی میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریکِ پاکستان کے ایام میں نوائے وقت اور زمیندار اخبار کی ایجنسیاں حاصل کیں تاکہ مسلمانوں تک مسلم لیگ کی خبریں بآسانی پہنچائی جاسکیں جمعہ کے روز اخبارات مساجد میں مفت تقسیم کرتے تھے۔ گوجرانوالہ میں مسلم لیگ کا کوئی دفتر نہیں تھا۔ وہاں دفتر قائم کیا۔ برصغیر کی آزادی کی تحریکوں میں دامے، درمے اور سخنے حصہ لیا اسی بنا پر انہیں بابائے شہر کا لقب دیا گیا۔ 1988ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر تحریکِ پاکستان گولڈ میڈل دے کر ان کی بھرپور خدمات کا اعتراف کیا۔

ضیاء الدین احمد، ڈاکٹر

وہ قائداعظم محمد علی جناح کا بے حد احترام کرتے تھے اور انہوں نے 1938ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی خواہش پر نوتنظیم شدہ مرکزی مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے سیکرٹری کا عہدہ سنبھالا، اور وائس چانسلر کے عہدے کو خیر باد کہہ دیا۔

ضیاء الدین احمد 1877ء میں مروت میں پیدا ہوئے۔ 1889ء میں بغرض تعلیم علی گڑھ گئے۔ 1895ء میں علی گڑھ کالج سے ایم اے آنرز کی ڈگری لی، اور ساٹھ روپے ماہوار پر اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا، اور 1897ء میں ایم اے کیمبرج یونیورسٹی کے ٹرینٹی کالج میں 1901ء میں داخلہ مل گیا وہاں سے ایم اے کرنے کے بعد سر آئزک نیوٹن سکالر شپ کا امتحان پاس کیا۔ جرمنی بھی گئے، اور 1905ء میں وہاں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ایک سال تک پیرس اور قاہرہ کی یونیورسٹیوں کا مطالعاتی دورہ کیا۔ 1906ء میں واپس آ کر تدریسی فرائض سنبھال لیے۔ 31 دسمبر 1906ء کو مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ 1919ء میں علی گڑھ ایم اے او کالج کا پہلا مسلمان پرنسپل مقرر کیا گیا، پھر یہ کالج یونیورسٹی بن گیا تو وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی خواہش پر ملازمت ترک کر دی، اور ملٹری ٹریننگ کا ادارہ قائم کیا۔ 23 دسمبر 1947ء کو لندن میں انتقال کیا۔ وفات کے بعد میت وطن لانے کا فیصلہ ہوا چنانچہ تکفین کے بعد تابوت ہندوستان بھیج دیا گیا۔ 2 فروری 1928ء کو میت سرسید مرحوم کے مدفن کے قریب دفن کی گئی جہاں پہلے جسٹس محمود، نواب محسن الملک، سید زین العابدین اور سید راس مسعود کے مزارات بن چکے تھے۔

ضیاء الدین احمد قائداعظم خط و کتابت

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

23 اپریل 1942ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح!

اس یونیورسٹی کے کورٹ نے اپنی پچھلی میٹنگ میں جو 12 اپریل 1942ء کو ہوئی مجھے اس بات کا اختیار دیا کہ میں آپ کو کسی تاریخ پر جسے آپ مناسب سمجھیں ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری دینے کے لیے ضروری اقدامات کروں۔ کیا آپ مجھے مہربانی کر کے یہ بتائیں گے کہ اس کے لیے آپ کو کون سا وقت موزوں ہوگا تاکہ میں ضروری اقدامات کر سکوں۔

آپ کا مخلص

ضیاء الدین احمد

مسلم یونیورسٹی

علی گڑھ 30

ستمبر 1942ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح!

مجھے افسوس ہے کہ مجھے آپ کو دہلی میں ملنے کا موقع نہ ملا۔ آپ پہلے ہفتے مصروف تھے۔ میں آپ کے گھر دوبارہ گیا لیکن آپ مصروف تھے، اور میں چار دنوں کے دوران بیمار رہا اور تو

اور مجھے خاکسار کے مسئلے پر 102 ٹمپریچر کے ساتھ تقریر کرنا پڑی، اور اس ضمن میں متعدد نکات تھے جن کے بارے میں آپ سے تبادلۂ خیالات کرنا چاہتا تھا۔

میں نے آپ کو 23 اپریل 1942ء کو بھی خط لکھا فوری حوالے کے لیے جس کی ایک نقل لف ہے۔ میں آپ سے ذاتی طور پر درخوست کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایگزیکٹو کونسل کی آئندہ میٹنگ سے پہلے جواب دیں۔

ہمیں خصوصی کانووکیشن منعقد کرنے کے لیے کچھ نوٹس درکار ہیں۔ آپ مجھے براہِ نوازش بتلائیں کہ آپ کے لیے کون سا وقت موزوں ہوگا۔

آپ کا مخلص

ضیاء الدین احمد

10 اورنگ زیب روڈ

نئی دہلی

4 اکتوبر 1942ء

ڈیئر ڈاکٹر سر ضیاء الدین!

مجھے آپ کا 30 ستمبر 1942ء کا خط ملا، اور میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کورٹ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں کورٹ کے اس فیصلے پر اس کے جذبے کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا مجھے یہ کہتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ میں مسٹر جناح کے نام سے زندہ اور مسٹر جناح کے نام سے ہی مرنا چاہتا ہوں۔ میں کسی اعزاز کے خلاف ہوں اور میں زیادہ خوشی محسوس کروں گا کہ میرے نام کے ساتھ کوئی القاب نہ ہو۔ اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ کورٹ میرے جذبات اور احساسات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرے گی، مجھے اس بات کا مکمل احساس ہے کہ اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں ہو سکتا کہ جسے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کورٹ نے مجھے دینے کا فیصلہ کیا۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

مسلم یونیورسٹی

علی گڑھ

3 دسمبر 1942ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح!

میں نے آپ کا 4 اکتوبر 1942ء کا خط ایگزیکٹو کونسل کے سامنے رکھا۔ کونسل نے متفقہ طور پر مجھے کہا کہ میں دوبارہ آپ سے درخواست کروں کہ آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ آپ کا اعزاز کو قبول نہ کرنا بڑی مایوسی کا باعث ہوگا۔ انعام یافتگان کی فہرست میں آپ کے نام کی شمولیت یونیورسٹی کے لیے بڑا اعزاز ہوگا۔

آپ کا مخلص

ضیاء الدین

6 جنوری 1943ء

ڈیئر مسٹر ضیاء الدین!

آپ کے 3 دسمبر 1942ء کے خط کا شکریہ، جیسا کہ آپ نے ایگزیکٹو کونسل کی طرف سے مجھے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی ہے۔ میں نے اس پر دوبارہ غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں ان کی خواہشات کے خلاف دوبارہ اتنا بڑا اعزاز حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوں جسے کونسل نے مجھے دینا تجویز کیا ہے۔ یہ نہیں کہ میں اس کے پیچھے جو احساسات ہیں ان کی قدر نہیں کرتا لیکن بہت سی وجوہات ہیں، اور مجھے بڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حقیقت میں اتنی بڑی درخواست قبول کرلوں۔

مجھے یہ اعزاز دینے کے فیصلہ کرنے پر ایگزیکٹو کونسل کو میرا شکریے کا پیغام پہنچا دیے۔

مجھے امید ہے کہ کونسل مجھے غلط نہ سمجھے گی کہ میں نے اس

قدر کیوں نارضا مندی کا اظہار کیا ہے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ضیاء الدین، میاں

وہ صوبہ سرحد کے ممتاز رہنما تھے۔ انہوں نے 1938ء میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی اس ملاقات میں وہ مسلم لیگ کے رکن بنے۔

میاں ضیاء الدین 30 جولائی 1901ء کو سرخ ڈھیری (صوابی) میں پیدا ہوئے 1918ء میں میٹرک کیا۔ 1920ء میں اسلامیہ کالج پشاور سے ایف اے کا امتحان پاس کر کے انگلستان چلے گئے جہاں سے انہوں نے 1923ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ 1926ء میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے، اور 1931ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ 1937ء کے انتخابات میں کانگریسی امیدوار کامدار خاں کے مقابلے میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ستمبر 1937ء میں ایبٹ آباد میں صاحب زادہ عبدالقیوم خاں کی وزارت کے خلاف کانگریس کی طرف سے ڈاکٹر خاں صاحب نے عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جس کے نتیجے میں سرحد میں صاحب زادہ عبدالقیوم کی وزارت کا خاتمہ ہو گیا۔

جنوری 1938ء میں مسلم لیگ سرحد کی تنظیم نو ہوئی تو مسلم لیگ کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ 1948ء تک سیکرٹری سرحد مسلم لیگ کے عہدے پر فائز رہے۔ 1949ء میں اقوامِ متحدہ میں جو وفد بھیجا گیا اس کے رکن تھے۔ 1952ء میں جاپان میں پاکستان کے سفیر مقرر ہوئے۔ 1953ء میں انہیں انجمن اقوامِ متحدہ سوڈان کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا۔

1953ء تا 1956ء سوڈان میں پاکستان کے سفیر اور بعد ازاں 1956ء سے 1959ء بھارت میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہے۔ 1956ء میں ہلال پاکستان کا خطاب ملا۔ 1959ء سے 1961ء تک جرمنی میں بھی سفارتی خدمات انجام دینے کے بعد سبکدوش ہو گئے۔